اعجاز نما غم

حکیم الامت علامۂ ہندی آیۃ اللہ سید احمد نقوی

ہم و غم فطری ہے۔کوئی ذی روح اس جذبہ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔اسی طرح سے خوشی و مسرت کا جذبہ بھی فطری ہے لیکن علم النفس میں جذبات کے متعلق یہ اصول مسلمہ ہے کہ خوشی کے جذبات باقی رہنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے کہ وہ ممدِ حیات ہے اور تکالیف کے جذبات اپنے کو کم کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں کیونکہ بقائے حیوٰۃ کے لئے مضر ہے اس لئے اس کا جلد فنا ہوجانا ضروری ہے۔دوسرا قانون یہ ہے کہ جملہ جذبات تکرار اور بار بار دہرانے سے یکساں قوت نہیں رکھتے بلکہ کمی متواتر ہوتی رہتی ہے۔یہاں تک کہ یہ بھی فنا ہوجاتے ہیں۔جس کی یہ وجہ ہے کہ محسوسات میں ہر احساس کے بعد نظام نردی (جس کا مرکز دماغ ہے) کسی قسم کی تحریک نہ ہو ممکن نہیں اور یہ نردی جاندار ہوتی ہیں بار بار کی حرکت سے تھک جاتی ہیں اور تکرار سے ضعیف ہوتے ہوتے فنا ہوجاتی ہیں اور اگر تحریک میں کافی فصل ہو تو ضعف نہیں محبوس ہوتا اور ہر بار قوت کے ساتھ نردین متحرک ہوتی ہیں۔لیکن پھر بھی اسباب خارجی ایک کو دوسرے سے فرق دلاتے رہتے ہیں۔

تیسرا علم النفس کا قانون یہ ہے کہ کافی تصور اس واقعہ کا ہو۔چوتھا قانون یہ ہے کہ بقا و دوام کسی جذبہ کا محال ہے جبکہ کسی سخت جذبہ کا تصادم ہوجائے۔

مذکورہ قوانین میں سے ایک قانون بھی موجود ہوگا تو جذبۂ غم فنا ہوجائے گا۔ان اٹل قوانین علم النفس کی روشنی میں اس اعجاز نما غم کا مطالعہ کرو جس کو غم حسینؑ کہتے ہیں جو قوانین علم النفس کی پابندی سے آزاد ہے۔

۱۔حسینی گروہ غم حسینؑ کو مفید حیات سمجھتا ہے اور ہر ہم و غم و مصیبت کو غمِ حسینؑ منا کر دور کرتا ہے۔وہ کسی مذہب کا بھی ہو، عیسائی ہو یا موسائی یا اہل ہنود سب ہی اس غم کو اسی نظر سے مناتے ہیں کہ وہ معینِ حیات ہے جس کی سینکڑوں شہادتیں موجود ہیں۔ڈاکٹر ذویمر اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ ''حسینؑ کے نام سے حاجتیں طلب کرتے ہیں اور وہ پوری ہوتی ہیں۔اس لئے اسلام کی ترقی کا سیلاب باوجود جماعت مسیحیہ کی انتہائی کوشش کے چین میں بڑھتا جاتا ہے۔چونکہ غم حسین ممد حیات بن گیا ہے۔اس لئے وہ اس چودھویں صدی تک روز بروز ترقی پذیر ہے اور باقی رہنے والا ہے جو خلاف فطرت ہے اور معجز نما غم ہے۔

۲۔غم حسینؑ خلاف فطرت نہ تو تکرار سے ضعیف ہوتا ہے نہ نظام نردی میں کمزوری آتی ہے۔اس کی تکرار کی اعجاز نما حالت یہ ہے کہ وہ تکرار سے قوی ہوتا ہے اور بار بار دہرانے سے اس میں زیادتی ہوتی ہے گر اس کا یہ ہے کہ حکیم حکمت الٰہی نے ہر ہم و غم کا جو ہر انسان کی انسانی کمزوری کا نتیجہ ہے رخ غم حسینؑ کی طرف پلٹ دیا ہے۔ارشاد ہے'' **ان کنت یا کیالشئی فابک للحسین** ''اگر کسی شئے پر رونا آتا ہو جان و مال و عزت و جاہ منصب و صحت کے فقدان سے تو حسینؑ پر رولو۔اس تدبیر سے ہر غم و مصیبت میں شیعوں کی غم حسینؑ شامل ہے جس سے وہ ہمیشہ تازہ رہتا ہے۔اسی طرح سے ارشاد ہے۔

''کل الخرع و البکاء مکروہ سوی الحسین''۔

ہر دنیاوی چیز کے اتلاف پر رونا پیٹنا مکروہ ہے بجز غم حسینؑ کے ۔اور اتلاف نعمات دنیا پر رونا فطری ہے لہٰذا اس فطری غم وہم میں غم حسینؑ شریک کرکے وہ کراہت جو بے صبری بے تحملی بے ہمتی و کمزوری نفس کی وجہ سے بشریت کو عارض ہوتی رہتی ہے غم حسین منا کر فطری عیب کو انسان کے چھپا دیا ہے۔اس کے بعد یہی قانون فطرت غم حسینؑ میں تکرار سے مزاحم ہوتو ارشاد ہے ''من بکی او ابکیٰ او تبکیٰ و جبت له الجنة'' جو حسینؑ پر روئے یا رلائے یا رونے والے کی صورت بنائے اس پر جنت واجب ہے۔غم حسین منانے کے واسطے رلانا اور رونے والے کی صورت بنانا یہ دو صورتیں اور پیش کردی ہیں لہٰذا انظام نزدی کے عام قانون سے غم حسینؑ کو آزاد کردیا ہے۔

۳۔کافی تصور کا ہونا شرط ہے غم حسینؑ کو اس نفسیاتی قانون سے اس طرح سے آزاد کرالیا ہے کہ صحبتِ غم حسینی میں قدم رکھتے ہی تصور غم ناممکن تھا لہٰذا ''تباکی'' اور رونے والے کی صورت بنا لینے سے عدم تصور حارج و مانع غم نہیں ہوسکتا۔

۴۔کسی سخت جذبہ کا تصادم غم حسینؑ سے نہ کبھی مزاحم ہوا ہے نہ مزاحم ہوگا۔جذبہ عداوت و بغض اور دشمنوں کی حکومتوں کی مزاحمت و تصادم نے کب اس غم حسینؑ کے جذبہ کو مٹایا یا کمزور کیا۔خود یزید اس غم کو اپنی سلطنت کے زوال کا سبب سمجھے ہوئے تھا اور واقعہ بھی یہی ہے کہ یہ ہلاکت آفرین غم یزیدی تخت و تاج کو الٹ کر رہا۔جس کو یزید نے خود خوب سمجھ لیا تھا۔اور ابتداء ہی میں اس غم کو مٹادینے کی پرزور کوشش کی۔صرف ایک واقعہ دربار یزید کا سن لو اور اعجاز نما غم حسینؑ کے زور و قوت کا مشاہدہ کرو۔ دربار یزید میں حضرت زینبؑ کی تقریر اور امام زین العابدینؑ علیہ السلام کے خطبے سے شامی سوتے سوتے چونک پڑے اور یزید سے کہنے لگے تو نے ہم کو دھوکے میں رکھا۔یہی کہتا رہا کہ ایک خارجی نے خروج کیا جو قتل کیا گیا۔ہم نہ جانتے تھے کہ تو نے اولاد رسولؐ کو قتل کیا۔یہ کہہ کر دربار یزید سے نکل گئے۔اور جا بجا عزاداری شروع کردی۔یزید نے خبر پا کر تمام مساجد میں قرآن مجید رکھوا دیئے تا کہ قرآن مجید کی تلاوت میں لوگ مشغول ہوں اور ذکر حسینؑ کو ممنوع قرار دیا۔شامیوں نے ایک نہ سنی عزاداری میں مشغول رہے۔مجبور یزید منبر پر گیا اور شامیوں کو جمع کرکے کہنے لگا تم کو یہ خیال ہے کہ میں نے حسینؑ کو قتل کیا حالانکہ ان کا قاتل ابن مرجانہ ہے پھر ابن ربعی سے پوچھا تو نے امام حسینؑ کو قتل کیا اس نے کہا خدا لعنت کرے مصاہر بن وہنہ نے ان کو قتل کیا میں قاتل نہیں۔مصاہر سے پوچھا اس نے کہا خدا لعنت کرے سنان بن انس نخعی نے قتل کیا۔

سنان سے دریافت کیا۔اس نے انکار کیا اور کہا خدا لعنت کرے شمر بن ذی الجوشن نے قتل کیا۔اس سے دریافت کیا تو کہا خدا لعنت کرے قیس بن ربیع نے قتل کیا۔ جب قیس سے دریافت کیا اس نے کہا اے امیر اگر تو امان کا وعدہ کرے تو میں سچ سچ بتادوں۔یزید نے امان دی۔قیس نے کہا حسینؑ اور ان کے انصار کو اس نے قتل کیا جس نے فوجی جھنڈے بنائے، مال کثیر شہروں شہروں تقسیم کیا،فوجوں پر فوجیں روانہ کیں۔

یزید۔یہ سب کس نے کیا؟

قیس۔قسم بخدا یہ سب تم نے کیا؟

یزید یہ سن کر غضبناک ہو کر اٹھ گیا اور سر امام حسینؑ رومال سے ڈھانک کر پاس رکھ کر منہ پر طمانچہ مارتا اور کہتا مجھ کو یہ کیا ہوا تھا کہ حسینؑ کو قتل کردیا۔

دیکھی غم حسینؑ کی اعجاز نمائی، قاتل عزاداری امامؑ کو زبردستی منع کررہا ہے۔خود قاتل ایک دوسرے پر لعنت کررہے ہیں۔ رعایا بغاوت کرکے غم حسینؑ منا رہی ہے۔خود یزید منہ پر طمانچہ مار مار کر روتا ہے۔غم حسینؑ میں اس سے زائد سخت تصادم عداوت و دشمنی کا اور کیا ہوسکتا ہے لیکن غم ابھرتا ہی جاتا ہے۔یہ کھلا ہوا ہے اعجاز غم حسینؑ کا۔

(ماخوذ از شیعہ لاہور، محرم نمبر ۶۵ ۱۳ھ/دسمبر ۱۹۴۵ء ص ۲۵ و ۲۶/)

❁❁❁